

# ادارہ تحقیقاتِ اسلامی

## کا کُتُب خانہ

دہلی، مئی ۱۹۶۹ء

سہ ماہی ۱۹۶۹ء کو پاکستان میں تین چار ہی بڑے بڑے کتب خانے موجود تھے جو میں پرانے اور  
تازے دونوں کتب خانے پنجاب یونیورسٹی لاہور، پنجاب پبلک لائبریری اور ڈھاکہ یونیورسٹی لاہور میں ہیں۔  
قیام پاکستان کے ساتھ ہی دستور ساز اسمبلی نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اس کے لئے ایک اچھے کتب خانے  
کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ کتب خانہ اب ۱۰۰۰۰ سے زائد کتابوں پر مشتمل ہے۔ پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے لئے  
نئی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں جن میں کراچی یونیورسٹی، سندھ یونیورسٹی، پشاور یونیورسٹی اور لاہور یونیورسٹی  
ہیں۔ ان یونیورسٹیوں کے اپنے کتب خانے ہیں۔ ہر کتب خانے میں اس وقت پچاس ہزار سے لے کر  
ڈیڑھ لاکھ تک کتابیں ہیں۔

یونیورسٹیوں کے کتب خانے تعیناتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تحقیقاتی کاموں میں بھی مدد و معاون  
ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض مخصوص ادارے علمی و فنی تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان اداروں کے اپنے  
کتب خانے بھی ہیں۔ ایسے کتب خانوں میں فنی و خصوصی کتب کے علاوہ رسائل، میگزین، تحقیقاتی  
مقالے و دیگر مواد بھی جمع کئے جاتے ہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی مغربی پاکستان، انجینئرنگ یونیورسٹی مشرقی  
پاکستان، زرعی یونیورسٹی لائل پور، کاندھلوی تحقیقاتی ادارہ، محکمہ جنگلات کا تحقیقاتی ادارہ، اسٹیٹ بینک  
میڈیکل ریسرچ سنٹر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور میں فنی اور خصوصی کتب خانے موجود ہیں۔

حکومت پاکستان نے ۱۹۵۷ء میں ایک اسلامی ادارہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس ادارہ کا کام مولانا  
عبدالعزیز مین صاحب کے سپرد کیا گیا۔ اس سلسلے میں آپ نے دو سفر کئے۔ اول شرق و وسطی کے  
مالک مصر، شام، بلاد المغرب، ایران، ترکی سے تقریباً ڈھائی ہزار کتابیں خرید کر ہمراہ لائے۔ کراچی شہر

میں شرف آباد کے علاقہ میں ایک کرائے کے مکان میں یہ کتابیں رکھی گئیں۔ اس کے بعد خریداری رک گئی۔  
۱۹۵۸ء میں اسلامی ادارہ کے قیام کی تجویز پر نظر ثانی کی گئی۔ اور ۱۹۶۰ء میں اس کا قیام عمل میں آیا۔

اس ادارے کے اولین ڈائریکٹر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مقرر ہوئے۔ اس ادارہ کا نام مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی رکھا گیا۔ اب اس کا نام ادارہ تحقیقات اسلامی ہے۔ ۱۹۶۰ء سے کتب خانے کے لئے کتابوں کی خریداری کی مہم تیز کی گئی۔ ڈاکٹر قریشی نے اپنی توجہ اس طرف مبذول فرما کر کتب خانے کے لئے عمدہ کتابوں کے ذخائر جمع کرنے میں مدد فرمائی۔ مولانا عبدالقادر صاحب لاٹھی بحیثیت مہتمم کتب خانہ مقرر ہوئے جو کہ پہلے ہی سے اعلیٰ درجے کے علماء اور پروفیسر اور انجمن دہ ریسرچ سے کتب خانہ کا عملہ ایک مہتمم کتب خانہ، ایک کتب خانہ، ایک لائبریری اسٹنڈنٹ، ایک ٹائپسٹ اور ایک دفتر پر مشتمل تھا۔

ڈاکٹر فضل الرحمن نے اس ادارہ کا چارج ڈاکٹر قریشی سے اگست ۱۹۶۲ء میں لیا۔ آپ نے بھی کتب خانہ میں ذاتی دلچسپی لی۔ کتابوں اور دوسرے علمی مواد کے لئے آپ نے پروفیسر ڈاکٹر صغیر حسن معصومی اور خالد اسحاق کو بیرونی ممالک بھیجا۔ جہاں سے وہ مطلوبہ کتابوں کے علاوہ ڈھائی سو نایاب کتابوں کی میکر و فلم لائے۔ اس سے قبل مجھے لائبریری ایسوسی ایشن لندن سے اسٹرن شپ حاصل ہوئی۔ اور ایک سال کے لئے فنی تربیت کے لئے برطانیہ جانے کی اجازت مل گئی۔ میں نے وہاں کے مختلف کتب خانے دیکھے، جن میں برٹش میوزیم، سکول آف افریقن اینڈ اوریئنٹل اسٹڈیز، مانچسٹر یونیورسٹی اور پبلک لائبریری قابل ذکر ہیں۔ میں نے اسٹیفورڈ کونٹی لائبریری (STAFFORD COUNTY LIBRARY) کے مختلف شعبوں میں ایک سال عملی کام کر کے اپنی تربیتی مدت کو پورا کیا۔ میں بارہ بار اسی کتب خانہ میں نائب مہتمم کتب خانہ کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر فضل الرحمن نے بھی ایک سفر تلاش کتب کے لئے کیا۔ جس میں زیادہ تر مطبوعہ جدید کتابوں کی خریداری کی گئی۔ عربی و فارسی کتابوں کے علاوہ انگریزی، جرمنی اور فرانسیسی تحقیقاتی کتابیں بھی خریدی گئیں۔ یہ کتب خانہ ادارہ کے ساتھ ساتھ مدھیہ مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی سے فاران ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی میں منتقل ہوا۔ پھر راولپنڈی دلاکرتی منتقل ہوا اور آج کل اسلام آباد سیکٹر جی۔ ۶-۴ میں موجود ہے۔

اس قلیل عرصہ میں اس کتب خانہ میں منتخب کتابوں کا ایک اچھا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔

مطبوعہ کتابیں	۱۴۰۰۰	خطوطات	۸۶
میکر و فلم	۳۰۰	عکسیات	۱۷۳

ان کتابوں کے علاوہ چند رسائل کے پزلنے پرچے موجود ہیں۔ جن میں اسلامک کالج مسلم ورلڈ، نئی ڈیہلی، جمعیۃ الاسلام، معارف، اور ٹیلی کالج میگزین قابل ذکر ہیں۔ مطبوعہ کتابوں میں بعض ۱۹۶۳ء اور اس کے بعد کی طبع شدہ ہیں۔ کتابوں کی مجموعی تعداد تو بہت زیادہ نہیں ہے لیکن جو ہے وہ منتخب اور بڑی مفید ہے۔ کتابوں کا انتخاب اس اصول پر کیا گیا ہے کہ اسلامی علوم میں سے کسی بھی موضوع پر تحقیقات کرنے والے کو تمام وہ ضروری مواد مل جائے جس کی اُسے اپنے تحقیقی کام میں ضرورت ہوگی۔ چاہے وہ مواد دنیا کی کسی زبان میں ہو۔

کچھ کو تو اسلامی علوم ایک مختصر سا لفظ ہے لیکن ان کی تفصیل کے لئے مختصراً یہ خیال رہے کہ مسلمانوں نے چوتھی صدی ہجری کے وسط تک تقریباً دو سو پچاس شاخیں علم کی ایجاد کرائی تھیں۔ ان میں سے صرف ان علوم کی تعداد جو قرآن مجید کی خدمت کے لئے وجود میں آئے، ۲۷ ہے۔ مثلاً اعجاز القرآن، مجاز القرآن، اعراب القرآن، تجوید القرآن، تراجم القرآن، لغات القرآن، قصص القرآن البدیع و جغرافیہ قرآنی وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح احادیث نبوی اور ان کی روایت سے متعلق مختلف فنون پیدا ہوئے۔ جن کی تعداد تیسری صدی ہجری ہی میں تقریباً ڈیڑھ درجن ہو چکی تھی۔ مثلاً علم جرح و تعدیل، مصطلح الحدیث، اطراف الحدیث، لغات الحدیث وغیرہ وغیرہ۔

اس سے ایک اندازہ ہو سکتا ہے کہ علوم اسلامیہ یا اسلامی علوم کا لفظ کتنی وسعت رکھتا ہے۔ یہ سب کچھ تو چوتھی صدی کے وسط تک کی باتیں ہیں۔ اس کے بعد ان علوم میں جو ترقی ہوئی اس کا اندازہ طاش کبریٰ زادہ کی مفتاح السعادة، حاجی خلیفہ کی کشف الظنون، اسمعیل پاشا کی الضیاح المکنون اور مولانا محمد حسن کی معجم المصنفین پر ایک نظر ڈال کر کیا جاسکتا ہے۔ جہاں فنون اور ان کی ذیلی تقسیموں کا حال درج ہے۔ چونکہ ادارہ تحقیقات اسلامی کا کتب خانہ ایک مخصوص قسم کا تحقیقاتی کتب خانہ ہے۔ اس لئے یہاں کتابوں کا ذخیرہ بھی خاص انداز کا ہے۔ ہم اس کی کوئی تفصیلی فہرست تو فی الحال نہیں پیش کر سکتے، کیوں کہ یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ البتہ کتب خانہ میں جن فنون پر زیادہ کتابیں موجود ہیں، ان کی فہرست یہ ہے:-

- |                 |                    |                |
|-----------------|--------------------|----------------|
| ۱۔ تفسیر        | ۲۔ حدیث            | ۳۔ سیرۃ نبوی   |
| ۴۔ فقہ          | ۵۔ قانون           | ۴۔ فلسفہ       |
| ۷۔ کلام         | ۸۔ مناظرہ          | ۹۔ ادیان و میل |
| ۱۰۔ تاریخ اسلام | ۱۱۔ تاریخ پاک دہند | ۱۲۔ عربی ادب   |
| ۱۳۔ تصوف        | ۱۴۔ تراجم و رجال   | .....          |

مطبوعہ کتابوں اور نادر نسخوں کے علاوہ اس کتب خانہ میں ۸۶ مخطوطات بھی موجود ہیں۔ جن میں سے اکثر طبع نوبت کے ہیں پھر بھی تاریخی حیثیت سے ان کی خاصی اہمیت ہے، عبدالقدوس ہاشمی بہتم کتب خانہ کی رہنمائی میں بالفعل کتب خانہ کے مخطوطات کی ایک فہرست بالاقساط شائع کی جاتی ہے تاکہ اہل علم کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کتب خانہ میں کن کن کتابوں کے قلمی نسخے محفوظ ہیں اور وہ کس قدر پرانے ہیں۔

ہر مخطوطہ کے متعلق کتاب کا نام، مصنف کا نام، حجم، تقطیع، سطر فی صفحہ، خط، کتاب کا نام، مقام، کتابت و سن کے علاوہ کاغذ اور روشنائی جو اس نسخہ میں استعمال کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ داخلہ نمبر اور فن متعلقہ کا ذکر بھی ہے۔ ہر نسخہ کے متعلق ایک مختصر نوٹ بھی دیا جا رہا ہے، جس میں کتاب، مصنف اور کتاب کے متعلق مزید معلومات درج ہیں:-

### مخطوطات عربیہ

۱۔ قرآن مجید ————— داخلہ ۴۷، ۴۸

حجم ۱۰ صفحات، تقطیع  $\frac{5 \times 8 \frac{1}{2}}{3 \times 5}$ ، ۱۵ سطری، بخط نسخ، لوح مطلقاً مشجر، کاتب القاضی السید عبداللہ لطفی والسید اسمعیل حلمی، مقام قرہ جار ویرانی (ترکی)، ۱۲۸۷ھ

خط نسخ کا بہترین نمونہ ہے۔ آیات و اوقاف کے نشانات مطلقاً ہیں۔ آیات کے نشانات لڑوں سے ظاہر کئے گئے ہیں جو سائز میں مختلف ہیں اور ان میں متعدد لیکرین خوب صورتی کے لئے بنائی گئی ہیں۔ ہر سورہ کا نام مطلقاً سطح پر سفیدہ کاشغری سے تحریر کیا گیا ہے، حجم پر طلائی شجر کاری ہے۔ کاغذ قصبی عمدہ، باریک قسم کا ہے۔ لوح مطلقاً پر سفیدہ کاشغری اور جواہر محلول کے نقش و نگار ترکی فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جدول مطلقاً، سیاہ و سرخ ہے۔

اس نسخہ کے آخر میں کاتب سید اسمعیل حلمی تلمیذ حسن الرضائی کی تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اس مصحف کے پچیس پارے کی دستاویز اول ۱۲۸۷ھ تک کتابت مکمل کی تھی۔ اس کے بعد آخرین دستاویز ختم القرآن دو صفحہ کی ہے جس کے آخرین کاتب سید عبداللہ لطفی لکھتا ہے کہ دستاویز ۱۲۸۷ھ میں وہ یہ دعا لکھ رہے معلوم ہوتا ہے اس میں کچھ سہو ہوا ہے، کیونکہ محرم کا مہینہ ربیع الاول سے دو مہینے پہلے آتا ہے اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ لقیہ پانچ پارے دوسرے کاتب نے اسی سن کے محرم میں پورے کئے ہوں۔ صحیح یہ ہوگا کہ پہلے کاتب نے ربیع الاول ۱۲۸۷ھ تک ۲۵ پارے لکھے ہوں گے، اور محرم ۱۲۸۸ھ میں دوسرے

کاتب نے بقیہ حصہ کی تکمیل کی اور یہ دعائے ختم القرآن لکھی۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دوسرے کاتب کی تحریر صرف دعائے ختم القرآن ہی ہو۔ اور بقیہ پانچ پارے کی تکمیل بھی پیسے کاتب نے خود ہی کی ہو۔ اور یہ قیاس غالب ہے۔

نسخہ پر طلاکاری اور سفیدہ کی تحریر صاف بتا رہی ہے کہ یہ نسخہ کی تیاری کے کچھ دنوں بعد کی گئی ہے۔ سفیدہ تحریریں جو سفیدہ کاشغری سے سورتوں کی ابتدا میں کی گئی ہیں، اپنے خط کی ماخت کی وجہ سے واضح طور پر یہ بتا رہی ہیں کہ یہ تحریریں کسی دوسرے کی ہیں۔ اصل کاتب کی نہیں ہیں۔ گل کار خطاط نہیں تھا۔ اس لئے سفیدہ کاشغری کی جو تحریریں پائی جاتی ہیں، اُن کا خط ناچختہ ہے۔

۲۔ قرآن کریم صرف البحر الثالث ——— داخلہ ۲۷۴۸

حجم ۹۴ صفحات، تقطیع  $\frac{5 \times 4}{3 \times 5}$ ، ۵۰ سطری، خط نسخ قدیم الخط، القاہرہ ۱۰۶۰ھ سے قبل۔

سرورق مٹلا ہے۔ اب اس کی چمک ماند پڑ چکی ہے۔ سرورق نچے حصے سے ناقص ہے۔ قدیم خط نسخ کا ایک نمونہ ہے۔ کاغذ قطنی ہے جو مصر میں بنتا تھا، روشنائی سمروودی استعمال کی گئی ہے۔ آیات و اذقاف کے نشانات ظاہر کئے گئے ہیں اور بعض طلائی ہیں۔ اس مخطوطہ کے سرورق پر وقت نامہ تحریر ہے جو سلطان اشرف (مصر) کے عہد کو ظاہر کرتا ہے جس سے اس مخطوطہ کو قبل ۱۰۶۰ھ قرار دیا گیا۔

صفحہ اول پر سپلی اور دوسری سطر کے درمیان داہنی جانب ایک مہر کی چھاپ ہے اور آخری صفحہ پر بھی ایک دوسری مہر کی چھاپ موجود ہے۔ یہ دونوں مہر میں نمایاں نہیں ہیں۔ بین السطور کافی جگہ چھوڑی گئی ہے۔

۳۔ شرح الصدور فی حال الموتی والقبور، مصنف جلال الدین السيوطی (۸۴۹-۱۵۱۱ھ) — داخلہ ۵۵۶

حجم ۲۲۰ صفحات، تقطیع  $\frac{6 \times 1}{5 \times 4}$ ، ۲۱ سطری۔ خط نسخ مایقراء۔

مصنف جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بحر السيوطی متوفی ۹۱۱ھ اپنی کثیر التعداد تصانیف کی بنا پر مشہور ہیں۔

بچپن ہی سے علوم اسلامیہ سے لگاؤ تھا اور آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ امام السيوطی نہ صرف مفسر، محدث و فقیہ تھے بلکہ انہوں نے نحو و معانی اور بیان و بدیع و لغت میں بھی کمال حاصل کیا۔ ان کی تصنیفات کی تعداد چھ سو تک پہنچ گئی تھی۔

اس مخطوط میں لوگوں سے سنی ہوئی کہانیاں، روایات قصے اور مرنے والے پر تہذیب کی تیاری سے لے کر قبر تک کے واقعات کو قلم بند کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔  
سرورق معمولی کرم خوردہ ہے۔ ابتدائی چار صفحات بھی ذرا ناقص ہیں۔ بعض جگہ کاتب سے عبارت چھوٹ گئی جو حاشیہ میں درج ہے۔ کاغذ اسکندریائی اور روشنائی حنطی استعمال کی گئی ہے۔ جدید الخط ہے۔ کاتب کا نام، مقام کتابت اور سن کسی جگہ درج نہیں ہے۔ غالباً یہ نسخہ ڈیڑھ سو برس قبل کے قریب کا ہے۔

۴۔ متن البہجۃ مصنف زین الدین عمر المنظر ابن الوردی (۶۸۹-۷۷۹ھ) — داخلہ ۵۵۵  
حجم ۲۳۶ صفحات، تقطیع  $\frac{4}{4} \times \frac{9}{4}$ ، ۲۳ سطری، خط نسخ مایقرا، کاتب محمد بن یوسف اللیثی۔  
مقام (القاہرہ) ۱۲۷۱ھ۔

مصنف نے اس مخطوط میں نجم الدین عبدالغفار القزوی متوفی ۶۶۵ھ کی فقہ شافعی کی کتاب الحادی الصغیر کو نظم کیا ہے۔ اس میں کوئی پانچ ہزار اشعار ہوں گے۔

ابن الوردی اپنی اس تالیف سے ۷۳۰ھ میں فارغ ہوئے۔ مطبع البوزید القاہرہ سے بذریعہ لیتھو گرافی ۱۳۱۱ھ میں چھپ کر شائع ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس کتاب کے مختلف دو تین ایڈیشن قاہرہ سے چھپ چکے ہیں۔ یہ کتاب متن البہجۃ اس لئے کہلاتی ہے کہ اس کی متعدد لوگوں نے شرح کی ہے۔ جن میں شیخ شہاب الدین احمد ابن حسین الرملی متوفی ۸۴۳ھ اور البوزرعة احمد بن عبدالرحیم العراقی متوفی ۸۲۶ھ کی شرحیں بھی ہیں۔  
الحادی الصغیر دراصل قاضی ابوالحسن المادری الشافعی ۴۵۰ھ کی ضخیم کتاب الحادی البکیر کا خلاصہ ہے۔  
الحادی البکیر بڑی بڑی دس جلدوں میں ہے۔

متن البہجۃ نام کی ایک کتاب ابن الوردی کی فن تجزیہ میں بھی ہے۔ یہ نسخہ متن البہجۃ فقہ شافعی کی کتاب ہے۔ کاغذ اسکندریائی اور روشنائی سرورق استعمال کی گئی ہے۔

۵۔ شرح اللمعۃ فی حل الکوکب السبعۃ، مصنف شیخ محمد البخاری — داخلہ ۳۷۱  
حجم ۱۸۶ صفحات، تقطیع  $\frac{6}{4} \times \frac{9}{4}$ ، ۲۷ سطری، خط معمولی نسخ۔

کاتب ابراہیم حسن الزقازقی -

القاهرہ ۱۳۰۶ھ

اللمعة علم ہیئت کی ایک مشہور کتاب ہے — شہاب الدین احمد ابن غلام اللہ المکونی المریشی جو بادشاہ وقت کی مسجد میں اوقاف نماز کے تعین کے لئے مقرر تھے۔ انہوں نے ایک کتاب نزہۃ الناظر و تخیص زریج ابن الشاطر تصنیف کی یہی کتاب اللمعة فی حل الکواکب السبعة کے نام سے مشہور ہوئی۔ زریج ابن الشاطر آٹھویں صدی ہجری کے ایک ماہر ہیئت دان ابن الشاطر الانصاری الدمشقی متوفی ۷۷۷ھ نے جن کا پورا نام ابوالحسن علاؤ الدین علی ابن ابراہیم المودبہ، — تصنیف کی تھی۔ اس میں انہوں نے ستاروں کے منازل اور ان کی رفتار کا تقابلی جدول بنایا تھا۔ یہ کتاب زریج ابن الشاطر کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اوقات کے تعین کے لئے آسان طریقہ پیش کیا گیا تھا لہذا کافی مقبول ہوئی۔ مختلف اوقات میں اس کتاب کی بہت سی تنخیصیں اور شرحیں لکھی گئیں۔ ان میں سے ایک اللمعة بھی ہے۔ کتاب اللمعة کی شرح مصر کے مشہور عالم ہیئت دان محمد الخضری نے کی ہے۔

محمد الخضری دمیاط (مصر) کے ایک عالم تھے جو الازہری بھی کہلاتے ہیں۔ محمد الخضری دو بھائی تھے دونوں محمد الخضری کے نام سے مشہور ہوئے۔ ایک بھائی کا انتقال دمیاط میں ۱۲۸۷ھ میں ہوا۔ دوسرے کا انتقال قاہرہ میں ۱۲۹۸ھ میں ہوا۔

یہ شرح ان بھائیوں میں سے ان بزرگ کی ہے جن کا انتقال قاہرہ میں ہوا۔  
آخر میں یہ شعر درج ہے —

شم الكتاب بحمد الله بارينا

ومن بلا شك بعد الموت يحمينا

ياربنا غفر لعبدك كاتبه

يا قاري الخط قل بالله امينا

کاغذ موجودہ صدی کا ہے اور عام روشنائی استعمال کی گئی ہے۔